اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

جلد ۶ — نمبر ۶

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

۱۵ مارچ ۱۹۳۲ء — چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ — ۷ ذیقعد ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
سرچشمہ طمانیت	۳-۵	محترمہ لطیفۃ الحفیظ بیگم صاحبہ شمیم
رسول کریم کے احسانات طبقہ نسواں پر	۵-۹	محترمہ اصغری بیگم صاحبہ نوانشہر
مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا	۹-۱۱	محترمہ زینت آرا لکھنؤ
ہم کس طرح گناہوں سے بچیں	۱۱-۱۳	محترمہ امۃ الرحمٰن یوگنڈا
پیارے ابا کی یاد میں	۱۳-۱۵	محترمہ ب خ ن گوجرہ
چندہ کشمیر کی تحریک	۱۶-۱۷	محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ ملتان
احمدیت کی فدائی	۱۷-۱۹	محترمہ سلمہ خاتون۔
اڈیسہ کی ایک احمدی خاتون کی وفات		سید کریم بخش صاحب کلکتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نغمۂ مسرّت

ہمشیرہ زادی کے دوسرے فرزند کی ولادت پر

پھر مسرت کی گھٹا چھائی دل مہجور پر!!
پھر کلی دل کی چٹک کر روح مہکانے لگی
شادمانی مسکراہٹ بن کے ہونٹوں پر کھلی
زندگی کی شاخ پر شادابیاں پھر ہیں نثار
خون فرطِ جوش میں ہے یوں رگوں میں موجزن
انبساطِ روح کا باعث ہے یہ اے ہمنشیں
فضلِ ربی نے شریکِ حالِ قسمت ہو کے پھر!
پھر میری ہستی کا مرجھایا کنول کھلنے لگا۔
ہے محمد سے منور خانۂ آباد' اب

پھر عنایت ایزدی آکر ہوئی ہے جلوہ گر
پھر نہالِ آرزو لایا ہے کچھ شیریں ثمر
پتلیوں میں آنکھ کی ہے جامِ کوثر کا اثر
مژدۂ تبریک حوریں دے رہی ہیں بام پر
ابرِ رحمت جسطرح آیا ہوا ہو جوش پر
حق تعالیٰ کی نوازش سے ہوں میں پھر بہرہ ور
میری پیاری "آمنہ" کو دوسرا بخشا پسر
پھر عطا وجود سے' دامن مرا ہے پُر ثمر!
باعثِ رونق ہے' تو مولود سا لختِ جگر

پیارے مولا تیرے احسانوں کا ممکن ہی کہاں
تیری رحمت اور عطاؤں سے ہوں ہر دم فیضیاب
تیری بخشش نے کیئے جب حوصلے یوں سرفراز
مدعائے دل سراپا التجا' بن کر' بڑھا!
یاالٰہ العٰلمین' ان نونہالوں پر' تیری
یہ چڑھیں پروان اپنے باپ ماں کی سائے میں
نیک ہوں اور نیکیوں کے پھول برسائیں سدا
ہوں بلند اختر نصیبہ ماہِ کامل سے فزوں
ہوں غریقِ دردِ قومی' ان کے جذباتِ دلی
ہو الٰہی! جان و دل "محمودِ آقا" پر فدا

اِس زباں سے شکر پورا کر سکے کوئی بشر
مانگتی ہوں پھر بھی ہوں محتاج میں شام و سحر
آرزوؤں نے بھی پھیلائے ہیں دامن عرض پر
بارگاہِ احدیت میں ہے دعا باچشمِ تر
لطف و فضلِ عام کی مخصوص ہو' ہر دم نظر
شرِّ ہر ارضی سماوی سے انہیں رکھ بے خطر
ہوں جہانِ معصیت کے لیئے یہ نیشتر
خادمِ ملّت ہوں اور ہوں دینِ احمد کی سپر
واسطے ملّت کے ہر آں سر بکف آئیں نظر
جسکی خوشنودی میں ہے دنیا و دیں سب مستتر

سُن شمیمہ کی دعائیں پیارے رحمان و مجیب!
کر عطا عمریں بھی ان کو' اور بنا اپنا حبیب

دعاگو خاکسارہ
شمیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۲ء

سرچشمہ طمانیت

خدا تعالےٰ کی ہستی کا انکار کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ تمام دنیا کا ذرہ ذرہ اپنے وجود سے بہانگ دہل اس کی برتری کو ثابت کر رہا ہے۔ اس کی موجودگی کا پتہ دے رہا ہے۔ اور اس کے خالق ہونیکا یقین دلا رہا ہے۔ ہم شب و روز کی کاوشوں سے اپنے ارادوں میں کامیابی کو یقینی خیال کر لیتے ہیں ہمیں اس خیال پر اتنا بھروسہ ہو جاتا ہے۔ کہ اسکی بناؤں پر بڑے بڑے محل تیار کرنے لگ جاتے ہیں۔ اپنے اس مقصد کی کامیابی کو نہ صرف خیال آرائیوں تک محدود رکھتے ہیں۔ بلکہ عملاً بھی کارروائیاں شروع کر کے اپنے یقین کی پختگی کا ثبوت دیتے ہیں لیکن یک لخت ہماری تمناؤں کے خلاف ہمارا یہ قصرِ خیالی دھڑام سے گر جاتا ہے اور خلاف توقع ہم اپنے مدعا سے دور بہت دور جا پڑتے ہیں۔ پھر!! ہمارے خواب اور خیال میں ایک آنیوالی کامیابی کا خوشی کا مسرت کا کہیں نام نہیں ہوتا۔ وہم تک نہیں ہوتا۔ کہ اچانک ہی ہم کسی عظیم الشان کامیابی کی آغوش میں ہوتے ہیں۔ اور سر سے پاؤں تک لبریز مسرت آہ! اس کی تہہ میں کس کا دستِ قدرت ہے۔ اور یہ کس کی کارفرمائیاں ہیں۔ ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بے اختیار کہنا پڑے گا۔ کہ اسی معبودِ برحق کی۔

زندگی! جسطرح نام ہے۔ ایک کشمکش کا۔ اسی طرح دنیا نام ہے ایک لازمی گردش۔ اور انقلابوں کا۔ اس اصل کے ماتحت انسان کو اپنی کشمکشِ حیات میں گردشوں سے نبرد آزما ہونا انقلابوں سے ٹکرانا کوئی ان ہونی بات نہیں۔ اور نہ ہی تعجب خیز کیونکہ قعر دریا میں دامن کا خشک رکھنا محال ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ فطرتِ انسان کا صدمات سے بیتاب ہو جانا۔ نقصانات سے بے قرار ہونا۔ اور مصائب سے پریشان ہو جانا طبعی تقاضا ہے۔ جس سے مفر غیر ممکن ہے۔

لیکن مشکلاتِ دہر سے سامنا پڑتے ہی ایک فریق کا اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جانا صبر و قرار کا دامن قطعی طور پر چھوڑ دینا دل و دماغ کو واقعات حائلہ سے ایسا ماؤف کر دینا کہ وہ فرزانہ سے دیوانہ بن جائیں۔ آہ یہ کس قدرت کی وابستگی سے محرومی کا نتیجہ ہے ؟ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے برعکس ایک دوسرا فریق مصائب کے کوہِ گراں میں گھرا ہوا شدائد کے طوفانوں میں گرفتار صدمات کا شکار - آلام کا نشانہ - مگر!! ہوش و خرد کا صحیح طور پر مالک دل مادۂ رضا بالقضا سے سرشار پیشانی پر طمانیت آشکار - اور زبان سے ایک تسکین بخش کلمہ جاری ہے - کہ انا للہ و انا الیہ راجعون

آہ دنیا کے مدبّرو! مجھے بتاؤ کہ اِن ناتوان قلوب کو ایسی پُر عافیت تسلی دینے والی کونسی ہستی ہے - ان کو گھبراہٹ اور ابتلا کے تاثر سے محفوظ رکھنے والا کونسا وجود ہے - !

آہ اے دنیا کے بندو تم اسے نہیں پہچانتے تم اس کے قابل نہیں - آہ! وہ خدائے بلند برتر کی ذاتِ احدیت ہے - اس کے سوا کسی میں یہ قدرت نہیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آجکل!! بزعمِ خود عقل و دانش کی مالک دنیا - اور بقولِ خود مہذب دنیا - اپنے خام خیالوں کی بنا پر اس کوشش میں ہے - کہ "ذاتِ خداوندی" کی تسلیم کو مخلوق کی کانشنس سے حرف غلط کی طرح مٹا دے - ان کی عقلوں سے اس قائلیت کے وجود کو اڑا دے' اور ان کے دلوں سے اس عقیدے کی جڑوں کو اکھاڑ کر پھینک دے -

آہ کیسی گستاخ جرأت ہے - مگر ان کے ذہن - ان کی دانش ان کی اتنی ہی راہنمائی کی متحمل ہے - کہ انہیں قیاس دلا دے - کہ بغیر تسلیم "ذاتِ باری" وہ دنیا کی اتنی بڑی مہم کو صرف اپنی طاقت سے سر کر ینگے - اس کشمکشِ حیات سے بغیر وراء الورا نصرت کے سربرہو سکیں گے - اور! کہ دنیا کے محشرستان کے اس طوفان بے ہنگام پر غالب آسکیں گے - آہ یہ عقل کا غلو - یہ نفس کا دھوکا - !!

انہوں نے نہیں سوچا کہ ان کی عقلوں کے اس ماخذ کا آخری نتیجہ کیا ہوگا - ان کی دانش کے یہ ناز آفریں کرشمے کیسے ہولناک منظر دکھائینگے ان کا یہ حسنِ تدبر بالآخر کبھی بری طرح ان پر حسرت و یاس کا پنجہ مسلط کر کے انہیں بے کسی کے عالم میں چھوڑ دیگا - اور وہ مہیب وادی میں سرگرداں رہنے پر مجبور ہو جائیں گے -

---

آہ انہیں کیا خبر کہ دنیا نام ہے ہزاروں الجھنوں اور لاکھوں لپیٹوں کا جنکے پھندوں سے انسان محض اس "ذاتِ احدیت" کے طفیل سے ہی محفوظ رہ سکتا ہے - اور اس کی تباہ کن مایوسیوں کو صرف "وہی ذات" انسان کے ماحول سے دور رکھنے کی قدرت رکھتی ہے -

ذاتِ احدیت سے منحرف قلوب' اپنے حال و قال کو اپنی ہی ذات سے بستہ رکھکر دنیا کی منازل طے کرنے کی جرأت رکھنے والوں کا انجام آہ! ایسا اندوہناک نظر آیا ہے - معمولی سی ٹھوکر - خفیف سا جھٹکہ، اور بے حقیقت سی آزمائش ان کے بلند بانگ دعاوی کس طرح آگ آن

میں سرنگوں کر جاتی ہے - ان کے پائے ثبات کو لرزہ براندام اور ان کی بنائے ہستی کو متزلزل کر کے انہیں تباہی کے گڑھے میں کس آسانی سے پھینک جاتی ہے - پھر!!! ... دنیائے صحافت میں بجائے اس کے کہ ان کی عقل و دانش اور ذہن و تدبر کے چرچے ہوتے - غمناک عنوانوں کے نیچے ماتمی الفاظ میں یہ تحریریں آتی ہیں - کہ آہ مدبران قوم بنک کا دیوالہ نکل جانے سے - تجارت میں گھاٹا پڑ جانے سے - اقربا کی بے وقت اموات سے ناگہانی صدموں سے - اپنے مقاصد کی ناکامیوں سے - پاگل ہو گئے - دماغ خراب ہو گیا - دل کی حرکت غم وہم کی تاب نہ لاتے ہوئے بند ہو گئی - یا خودکشی کر لی - آہ یہ عبرتناک آئینے نہیں ؟ -

آہ ان کو کیوں وہ قلوب صافی نہ ملے جن کا شیوہ - !

انّ صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العٰلمین - ہے - مگر وہ پر عافیت زمرے میں کسطرح داخل ہوتے - جبکہ انہوں نے اپنی ہستیوں کو - اپنے ضمیروں کو اس بالا طاقت کے سائے سے الگ کر کے اپنے آپکو بالکل یک و تنہا بنا لیا - قلب تنہا تو مضغہ گوشت ہے، ان مصائب کی تاب کہاں سے لاتا -

آہ وہ تو ہر قدم پر اسی طاقت کا محتاج ہے - جس سے اس کے وجود نے انحراف کر کے اپنے آپکو محروم کر لیا - تو اس محرومی کے بعد وہ ان آفات کے مقابلے کی طاقت کہاں سے پاتا - منکرین ہستی باری تعالےٰ کی ان خون چکاں داستانوں کو پڑھکر ان کی تعلّیوں کے خوفناک نتائج کو دیکھکر - اور ان کے روز بد کی بے پناہ تاریکیوں سے لرز کر میری فطرت نے مچلتے ہوئے تقاضا کیا - کہ آ

"ہم بے عذر کلّی طور پر اپنے آپکو اسی قدرت کاملہ کے مالک کے در پر ڈال دیں تاکہ !

"دنیاوی اضطرابوں سے نجات پائیں"

(خاکسارہ امتہ الحفیظ بیگم شمیم از چوکسے اپر برہما)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

طبقہ نسواں پر

میں اپنی بہنوں کو بتانا چاہتی ہوں - کہ زمانہ سلف یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہم ناچیز عورتوں کی کیا حالت تھی - اور ہماری کیا کیا عزت و توقیر کی جاتی تھی - اور آیا ہم ناچیز کسی انسانی ہستی میں شریک سمجھی جاتی تھیں یا نہیں - اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اوپر کیا کیا احسانات فرمائے - اور کسطرح ہم ناچیز ہستیوں کو پستی سے نکال کر عالم بالا پر پہنچایا - اور ہماری عزت و توقیر کیسے کسطرح اپنے طرز عمل اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت سے اپنے متبعین کو تعلیم دی ۔ اور ان کو عمل کرنے کی تلقین کی۔

رسول کریمؐ نے اپنے ملک کو کس حالت میں پایا

آپؐ سے قبل دنیا کی حالت پچھلی تمام امتوں سے زیادہ خراب ہو چکی تھی ۔ خاص کر ملک عرب میں تو ایک وحشی قوم آباد تھی ۔ جو ضد اور تعصب میں اندھے اور نافرمانیوں میں حد سے زیادہ بڑھ چکے تھے، بالکل حیوانوں کی طرح اپنی زندگیاں بسر کیا کرتے تھے، نہ باپ کی عزت نہ ماں کی حرمت کا خیال تھا ۔ یہاں تک کہ اپنے باپ کی عورتوں کو بعض اپنی ماؤں کو بھی ورثہ میں تقسیم کر لیا کرتے تھے ۔ شراب نوشی اور قمار بازی تو ان کا روزمرہ کا شغل تھا ۔ دختر کشی پر بہت ہی عمل کرتے تھے ۔ اگر کسی کے لڑکی پیدا ہو جاتی تھی ۔ تو وہ بہت غمگین ہو جاتا تھا ۔ اور اس معصوم بچی کو زندہ زمین میں گاڑ آتے تھے ۔ غرض عورت کی ہستی ایک ناپاک ہستی تصور کیجاتی تھی، اور سخت سے سخت تکالیف اس کو دیجاتی تھیں ۔ جب چاہتے اس کو طلاق دیدیتے ۔ اور ذرا سے شک پر عورت کو قتل کر دیتے تھے ۔ خدائے واحد کے نام سے بالکل بے خبر تھے ۔ غرض عرب کے ریگستان میں بالکل وحشی قوم آباد تھی ۔ جو دین اور دنیا دونوں کے لحاظ سے تاریکی میں غرق تھی ۔ ان کی زندگی لغو کاموں میں بسر ہوتی تھی ۔ اس وقت جبکہ توحید کی ناؤ بحرِ ضلالت میں اس طرح ڈگمگا رہی تھی ۔ تو یکا یک غیرت حق جوش میں آ گئی ۔ اور ناگہاں فاران کی چوٹیوں سے ابر رحمت نمودار ہوا ۔ جس نے تاریک دلوں کو نور توحید سے بھر دیا ۔ وہ عرب جو ان وحشیانہ حرکتوں میں بے نظیر تھے ۔ رسول کریم صلعم کی تعلیم سے ایسے مہذب اور باخدا بن گئے ۔ کہ انہوں نے اپنا مال اور جان خدا کی راہ میں دینے سے دریغ نہ کیا ۔ دین اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا طرح طرح کی تکلیفیں دین کے پھیلانے میں سہیں آج ان کے نام ستاروں کی طرح دین اور دنیا میں روشن ہیں ۔

مگر افسوس کہ آج بہت ہی کم اپنے آقا نامدار سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور اسوۂ حسنہ سے واقف ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی کسی پہلو سے بھی غیروں کیلئے قابل تقلید مثال نہیں ہو سکتی ۔ یوں تو حضور کی مبارک سیرت کا ہر پہلو ہی اکمل اور اتم ہے ۔ اور آپؐ کا مقدس وجود جامع جمیع صفات کاملہ ہے ۔ مگر وہ بات جو خصوصیت سے مجھے بہت پیاری لگتی ہے ۔ وہ آپؐ کا حسن سلوک ہے جو اپنی اہلبیت کیساتھ تھا ۔ اور آپؐ نے اپنے متبعین کیلئے ایک نظیر قائم کی تھی ۔ آپؐ اپنے اہلبیت کے ساتھ انتہائی رفق اور حلم سے پیش آتے تھے ۔ عورت مرد کا تعلق بھی ایک ایسا طبعی تقاضا ہے ۔ جو کہ دنیا کی ترقی کیلئے بمنزلہ بنیاد کے ہے ۔ مگر عجیب بات ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ دنیا کے ایک کثیر حصے نے اسے اب بھی روحانیت کے خلاف سمجھ رکھا ہے۔ وہ عورت جو نسل انسانی کے چلانے کی ذمہ دار ہے۔ جو مرد کیلئے بطور لباس کے اور اس کے لئے مرد بطور لباس کے ہے۔ اس عورت کو ایک ناپاک شے قرار دیا جاتا ہے۔ خدا رسیدہ انسان کیلئے عورت سے الگ رہنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باخدا انسان ہوکر بھی انکو نہیں بھلایا۔ آپؐ نے شادیاں کیں۔ اور ایک سے زیادہ کیں شادیاں ہی نہیں کیں۔ بلکہ جذبات محبت سے اپنی بیویوں کو محروم بھی نہیں رکھا۔ اور ان سے اسطرح معاملہ کیا۔ کہ آپکی ہر ایک بیوی نے یہی سمجھا۔ کہ حضور کو مجھ سے ہی بہت زیادہ محبت ہے، حالانکہ سب سے زیادہ آپکو خدا کی محبت تھی۔ مگر آپنے کہیں یہ ظاہر نہیں کیا۔ کہ عورت ناپاک ہے۔ یا یہ کہ باخدا انسان کو ان سے اجتناب چاہیئے دوسری قوموں کے بزرگوں کی سوانح عمری پڑھنے پر پتہ چلتا ہے۔ کہ ان تمام نے خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ تعلیم دی ہے کہ تم اپنے رشتہ داروں اور بیوی بچوں کو چھوڑ دو، مگر پیارے رسول کریم فرماتے ہیں۔ کہ تم اپنے اہل کے ذریعہ سے خدا سے مل سکتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالے کی اعلےٰ مخلوقات میں سے عورت بھی ہے۔ اور بیویوں کی نسبت مجھکو خدا تعالیٰ کیطرف سے بطور تحفہ ملی ہے۔

بلکہ یہاں تک فرمایا ہے۔ خیرکم خیر لاھلہ کہ تم میں سے بہتر انسان وہی ہے۔ جو اپنی بیویوں سے زیادہ نیک سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے احساسات کا خیال رکھتے ہیں۔ کیا ہی عجیب بات ہے۔ دنیا کہتی ہے۔ کہ خدا نے عورت کو سانپ بنا کر پیدا کیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالے نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں بیویوں سے محبت کروں۔ خدا نے مجھ پر رحمتیں کی ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت یہ ہے۔ کہ میرے دل میں اپنی بیویوں کی محبت پیدا کردی ہے۔

لوگوں نے کہا کہ عورتوں کے فریبوں سے بچو۔ ان سے دور بھاگو۔ محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عورتوں سے محبت کرو۔ عورتوں سے محبت کرکے خدا تعالے تک پہنچ سکتے ہو۔ کیونکہ جس طرح خدا نے ماؤں کے قدموں کے تلے جنت بنائی ہے۔ اسی طرح بیوی کی دعا کو قرب کا ذریعہ بنایا ہے۔ آپ عملاً اس حکم پر عمل کرتے اپنی بیویوں کے احساسات جذبات کا خیال رکھتے گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ ان کی دلدہی کیلئے باریک در باریک راہیں تلاش کرتے۔ اگر ایک بیوی نے گلاس میں پانی پیا تو وہی پانی آپ نے پی لیا۔ ایک بیوی کو جو کہ یہود میں سے تھیں۔ ایک مرتبہ دوسری بیوی نے غصے میں ان کو یہود کہدیا۔ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں کہتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو۔ کہ میں یہود نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے نبیوں کی اولاد ہوں۔ اگر کوئی بیوی بیمار ہو جاتی۔ تو آپ اس کو اپنی ہی بیماری سمجھتے۔ اور اس سے بھی زیادہ اس کے درد کو محسوس کرتے۔ اور ان کے جذبات کا خیال رکھتے۔ ان کے عزیزوں سے ان کو جدا نہ کرتے۔ بلکہ تعلق بڑھانے میں ان کی مدد کرتے۔

آپ کی ایک بیوی اُم حبیبہ اپنے بھائی معاویہ کو پیار کر رہی تھیں۔ آپ تشریف لائے۔ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا ام حبیبہ کیا معاویہ تمہیں پیارا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا مجھے بھی معاویہ پیارا ہے۔ بیوی کا اس سے کسقدر دل خوش ہوا ہوگا۔ کہ میرے رشتہ داروں کو آپ غیریت کی نگاہ سے نہیں بلکہ محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر باوجود اس کامل اور اتم اظہار کے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلی طور پر اپنے خدا کے تھے۔ اور اپنی بیویوں کو بھی خالص اسی کا بنانا چاہتے تھے۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم۔

اب میں پردہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں ہندوستان کی رہنے والی ہوں ہندوستان یو پی میں پردہ کی قید بہت سخت ہے جو کہ شریعت کے ناواقف مولویوں نے لگائی ہے جو بیحد نقصان رساں ہے۔ جس سے عورتوں کی صحت پر بہت ہی برا اثر پڑتا ہے۔ مگر چونکہ عورتیں اس کی عادی ہو چکی ہیں۔ دوسرے عورتوں میں تعلیم نہ ہونے کیوجہ سے وہ نہیں سمجھ سکتیں۔ کہ یہ موجودہ پردہ ہمارے لئے بیحد ظلم ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عزیز اقارب مر بھی جاوے یا کوئی اور ضروری کام ہو تو دن میں برقعہ پہن کر بھی گھر سے باہر نکلنا قطعاً ممنوع ہے۔ یا یہ کہہ لو کہ حکم ہی نہیں۔ رتھ ڈولی یا ٹھیلہ میں جا سکتی ہیں سیر کرنی یا باہر کی ہوا کھانی تو ان کیلئے بیحد معیوب فعل سمجھا جاتا ہے۔ طرفہ یہ کہ یہ الزام شریعت پر لگایا جاتا ہے۔ کہ شریعت نے عورتوں کو ایسے ہی پردہ کا حکم دیا ہے۔ اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک اور محبت کے دو تین واقعات بیان کرتی ہوں۔ کہ حضرت عائشہؓ بیاہی ہوئی تھیں آپ کی عمر چھوٹی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ انکو حبشی لوگوں کے کرتب و کھیل دکھلائے اور جبتک آپ خود نہ ہٹ گئیں آپ برابر اوٹ کئے کھڑے رہے +

ایک اور واقعہ ہے جبکہ حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ سفر میں تھیں۔ دوڑنے کا مقابلہ کیا۔ جس میں حضرت عائشہؓ آگے نکل گئیں پھر آپ نے دوسرے موقعہ پر جبکہ عائشہ کا جسم کچھ بھاری ہو چکا تھا۔ آپ نے دوڑ کا مقابلہ کیا۔ تو حضرت عائشہ پیچھے رہ گئیں۔ جس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ عائشہ اس دن کا بدلہ آج اتر گیا۔

خدا ان لوگوں کو سمجھ دے۔ کہ شریعت کے حکموں کو سمجھ سکیں۔ اور ان پر عمل کر کے فلاح دارین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل کریں - ایسی باتیں تو بہت سی ہیں - مگر مضمون لمبا ہو جاتا ہے - اور وقت کی کمی ہے - آپؐ نے عورتوں پر بے حد احسان فرمائے ہیں - ان کے لکھنے کو ایک دفتر چاہیئے - مجھ ناچیز کی کیا طاقت ہے - کہ آپؐ کے احسانات کا عشر عشیر بھی لکھ سکوں - دو چار ٹوٹے پھوٹے لفظ لکھکر مضمون پورا کیا گیا ہے - دل میں تو خواہشیں تو بہت سی ہیں - بلکہ دل یہی چاہتا ہے - کہ رات دن آپؐ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتی رہوں - مگر خانگی معاملات اسقدر ہیں - کہ سر اٹھانے کی فرصت نہیں - یہ مضمون بھی بہت مشکل سے پورا کیا گیا - کیونکہ سال بھر کے بعد یہ موقعہ ملتا ہے - کہ آپؐ کے احسانات بتائے جائیں +

سے محبت سبکو دامنگیر ہے حضرت محمدؐ کی
جہاں جاؤں وہاں توقیر ہے حضرت محمدؐ کی
سنا جسنے کلام انکا ہوا فی الفور شیدائی
مؤثر کسقدر تقریر ہے حضرت محمدؐ کی
شجاعت بردباری دردِ دل پاکیزگی نیکی
کھنچی ان پانچ میں تصویر ہے حضرت محمدؐ کی
رسول کبریا کا نام لیتے ہیں عنادل بھی
ثنا ہر برگ پر تحریر ہے حضرت محمدؐ کی
زبان کچھ کہہ نہیں سکتی قلم کچھ لکھ نہیں سکتا
کلیجے پر کھنچی تصویر ہے حضرت محمدؐ کی
اٹھا کر پردہ ظلمت دکھائی روشنی سب کو
سوا خورشید سے تنویر ہے حضرت محمدؐ کی
وہ شوقِ حق پسندی تھا کہ اب تک سارے عالم کو
یہ خوبی کر رہی تسخیر ہے حضرت محمدؐ کی،
گہے سر پر رکھو اسکو تو گاہے گاہ آنکھوں پر
یہی تو خاکِ پا اکسیر ہے حضرت محمدؐ کی۔

راقمہ اصغری بیگم اہلیہ بابو سید ہاشم علی نگینوی ضلع بجنور
حال ملازم اسسٹنٹ ماسٹر نواں شہر

مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا

مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسقدر اختلاف ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم دوبارہ اسی عنصری وجود کے ساتھ آسمان کیطرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر کسی زمانے میں آسمان سے اتریں گے - اس نزول سے مراد مسیح ابن مریم کا نزول نہیں - بلکہ مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے - جیسا کہ حدیث نبوی امام محمد اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی لکھی ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم - یعنی اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریگا - اور وہ تمہارا ہی ایک امام اور تم ہی میں سے ہوگا - چنانچہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ ابن مریم سے یہ مت خیال کرو - کہ وہ مسیح مسیح ابن مریم ہی ہوگا - اور وہ اترے گا بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

در حقیقت وہ تم ہی میں سے اور تمہاری قوم میں سے تمہارا امام ہو گا۔ جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا گیا ہے۔ پس واضح رہے۔ کہ لیستخلفنھم و امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ کہ آنے والا مسیح ہرگز اسرائیلی نبی نہیں ہے۔ بلکہ اسی امت میں سے ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی خدا تعالےٰ نے ان لوگوں کیلئے جو ایماندار ہیں۔ اور نیک کام کرتے ہیں۔ وعدہ فرمایا کہ ان کو زمین پر انہیں خلیفوں کے مانند جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ خلیفے مقرر کریگا۔ اسی آیت میں پہلے خلیفوں سے مراد حضرت موسیٰ کی امت کے خلیفے ہیں۔ جنکو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو قائم کرنے کیلئے پے در پے بھیجا تھا۔ اور کسی صدی کو ایسے خلیفوں سے جو دین موسوی کے مجدد تھے۔ خالی نہیں جانے دیا۔ اور قرآن شریف نے ایسے خلیفوں کا شمار کر کے ظاہر فرمایا ہے۔ کہ وہ بارہ ۱۲ ہیں۔ تیرھویں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو موسوی شریعت کے مسیح موعود ہیں۔ اس مماثلت میں جو آیت ممدوحہ میں کما کے لفظ سے استنباط کی گئی ہے ضروری تھا۔ کہ محمدی خلیفوں کو موسوی خلیفوں سے مشابہت اور مماثلت ہو۔ سو اسی مشابہت کے ثابت اور متحقق کرنے کیلئے قرآن کریم میں بارہ ۱۲ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔ اور پھر خدا نے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کو موسوی سلسلہ کے خلیفوں سے مشابہت دیکر صاف طور پر سمجھا دیا۔ کہ اس سلسلہ کے آخر میں ایک مسیح ہے۔ اور درمیان میں بارہ ۱۲ خلیفے ہیں۔ تا موسوی سلسلہ کے مقابل پر اسجگہ بھی ۱۳ کا عدد پورا ہو۔ ایسا ہی سلسلہ محمدی کے خلفاء میں سے مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کیا۔ سو عیسائی اور غیر احمدی صاحبان ذرا غور کریں۔ کہ مسیح ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم ہے۔ قرآن شریف سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعود اسی امت میں پیدا ہوگا۔ تاکہ حضرت موسیٰ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں مماثلت ظاہر ہو۔ جو آیت کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا سے ثابت ہے۔ سو ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں میں مماثلت اسوقت قائم رہ سکتی ہے۔ جبکہ محمدی سلسلہ کے آنیوالے خلیفہ گذشتہ خلیفوں کا عین نہ ہوں۔ بلکہ غیر ہوں۔ جس طرح پہلے حضرت موسیٰ کے مقابل پر مثیل موسیٰ ہے۔ اسی طرح آخری خلیفوں میں حضرت عیسیٰ کے مقابل پر مثیل عیسیٰ ہوں۔ اب میں اپنا مضمون ختم کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں۔ کہ غیر احمدی صاحبان کو اسبات کے سمجھنے کی توفیق عطا کو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود نہیں۔ بلکہ انکا مثیل دنیا میں آکر دلائل سے صلیب کو توڑے گا۔ اسلام کو پھیلائے گا۔ سو وہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعود مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ جو آچکے *

والسلام

(از زینت آرا دختر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لکھنؤ پنجاب سائیکل ورکس امین آباد پارک)

ہم کس طرح گناہوں سے بچ سکتے ہیں؟

جواب زبان کے صحیح استعمال سے اور موت کے خیال سے۔

گناہوں سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان موت کو ہر وقت یاد رکھے۔ زبان کے فسادات سے ڈرتا رہے جہاں تک ہو سکے آخرت کی بھلائی کی فکر ہر وقت دامنگیر رہے، ہر گھڑی ہر محفل ہر مجلس میں زبان کے فسادات سے ڈرنا چغلی غیبت سے بچنا۔ اور ذرا ذرا سی بات میں آخرت کا خیال رکھنا۔ عین سعادت اور بہتری کا موجب ہو گا۔

تکبر شرارت اور کسی کے عیب بیان کر کے محفل کو بارونق بنانا بری باتیں ہیں۔ ہر محفل میں جھوٹ سے پرہیز کرنا سچ اور انصاف سے کام لینا موجب رضائے الٰہی ہے۔

بعض اوقات ذرا سی بات گو وہ کہنے میں آسان ہوتی ہے۔ ستر برس کے عملوں کو برباد کر دیتی ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک عابد ایک پہاڑی پر تنہا عبادت الٰہی میں مصروف رہتا۔ اور اپنی زندگی بسر کرتا تھا کچھ مدت وہاں بارش نہ ہوئی۔ دیر تک بارش پڑنے کے بعد پتھروں وغیرہ پر بارش ہر سی عابد بولا اگر یہی بارش کھیتوں میں ہوتی تو مفید ہوتی۔ اتنی بات پر خداوند کریم اس عابد پر ناراض ہو گئے۔

کسی نیک فطرت کو خدا تعالےٰ کیطرف سے خاموشی کب گوارہ ہو سکتی ہے۔ اس نے اپنی ٹانگوں میں رسہ ڈالا۔ اور کسی کو پتھروں پر گھسیٹنے کا حکم دیا یہانتک کہ سب ٹانگیں چھل گئیں۔ تب خداوند کریم کا حکم ہوا۔ بس تجھے معاف کیا گیا۔

اب غور کرو۔ کہ ہم ذرا ذرا سی بات کی پرواہ نہیں کرتیں۔ گرمی سردی بارش وغیرہ کی کمی بیشی پر کچھ نہ کچھ منہ سے نکال دیتی ہیں۔ اور نہیں خیال کرتیں کہ ہماری زبانوں سے بھی مواخذہ ہو گا۔ اور یہی بات دوزخ میں لے جانے کا باعث ہو گی۔

دنیاوی تنگی تہی عیش و عشرت سب عارضی ہیں۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ ہر وقت موت کو ایسا خیال کرے گویا کہ سامنے کھڑی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا معلوم کس وقت حکم فنا صادر ہو۔ پھر بعد از مرگ ایک ایک لفظ سے پرسش ہو گی۔ پس زبان ایک جال ہے جس کی وجہ سے انسان بہت سی نعمتوں کا وارث بھی بن سکتا ہے اور بہت سی اخروی نعمتوں سے محروم بھی رہ سکتا ہے۔

سو ہر بات خواہ اپنی ہو یا کسی کی جھوٹ سچ کی خاص احتیاط کرو۔ اور ہر وقت یاد رکھو کہ کراماً کاتبین ہماری ہر چھوٹی بڑی جھوٹی سچی بات کو تحریر کرتے ہیں۔ اور جب اعمال نامہ کھلیگا تو بہت سی باتیں ایسی ہوں گی جنکا تعلق نہ دین سے ہوگا نہ دنیا سے۔ سو ضروری ہے۔ کہ نیکی کی باتیں اپنے اعمال نامہ میں جمع کر کے بہتر توشہ عاقبت لیجانے کو تیار کیا جائے۔ غیبت۔ چغلی۔ جھوٹ۔ بات کو بڑھا گھٹا کر کرنا۔ لوگوں کے عیب تلاش کرنا۔ تکبر کرنا۔ غرور کرنا۔ مخلوق خدا کو ایذا پہنچانا زبان سے خواہ کسی طریق سے۔ اللہ تعالےٰ کو ناپسندیدہ ہیں

اگر کوئی آپ سے کسی کی غیبت وغیرہ کرے۔ تو اس کو فوراً روک دینا چاہیئے یہ بدیہی امر ہے۔ کہ وہ آپ سے ناراض ہو جاوے مگر رضائے الٰہی کی خاطر اس کی رضا کو قربان کرنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اکثر اوقات عورتیں جب ایک دوسری سے ملتی ہیں۔ تو ایسی ایسی باتیں دلچسپ بنا کر کرتی ہیں۔ کہ دوسرے اظہار دلچسپی کرتے ہیں، چاہے وہ سراسر افترا پر مبنی ہوں۔

اگر آپ نے کسی کی نسبت کوئی بات سنی ہو تو آپ پر لازم ہے۔ کہ دوسرے سے وہ بات نہ کرو۔ ممکن ہے کہ وہ جھوٹ ہو۔ اور کسی کو ناحق آپ سے رنج پہنچے۔ یہ سب باتیں گوشہ تنہائی میں اور نیکوں کی صحبت میں رہکر دور ہو سکتی ہیں۔ اور ان سے بچنا ہلاکت سے بچنا۔ اور انمیں دخل دینا ہلاکت میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔

پس ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ایسی مجلسوں کو چھوڑ دیں۔ جن میں ایسی باتوں کو دیکھیں دراصل یہ نقص کمی تعلیم پر مبنی ہے۔ کوئی تعلیم یافتہ خاتون جو کہ خدا اور اس کے رسول کے احکام سے واقف ہے۔ کبھی ایسی باتوں میں حصہ نہیں لے سکتیں۔

آخرت سے محبت رکھنے والوں کیلئے اس دار فانی میں خاروں کے سوا کچھ نہیں جھوٹ وغیرہ تو بدیہی برے فعل ہیں۔ فنا فی اللہ ہستیاں بے جا سچ کو بھی منہ سے نکالنے سے پرہیز کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصری بجز قرآن کریم کوئی بات نہ کرتی تھیں۔ کسی نے آپؒ سے سوال کیا۔ آپ کیوں عام بول چال میں کلام نہیں کرتیں۔ اس طرح سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ فرمایا ما یلفظ من قولٍ الا لدیہ رقیب عتید سورہ ق رکوع ۲:۔ ترجمہ انسان کوئی بات نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا۔ مگر وہ لکھی جاتی ہے۔ اور وہ چاہتی تھیں کہ ہمارا اعمال نامہ قرآن کریم ہی پر ھو۔ عام بول چال اس لئے چھوڑ دی تھی۔ مبادا کہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نکل جاوے جسکی آخرت میں جوابدہی کرنی پڑے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

پس اپنی زبانوں کو بے لگام نہ چھوڑو۔ کہ جو چاہیں نکالتی جاویں۔ اگر اس کی لگام کو نیکی سچائی راستبازی کی طرف موڑا جاوے۔ تو اس سے ابھی کوئی نعمت پیدا نہیں کی گئی۔ پس اگر آپ قصد کریں تو اپنے گھر اپنی زبان کے ذریعے جنت میں بنا سکتی ہیں، اور اپنے نمونہ نیک سے اپنے لئے صدقہ جاریہ اپنی اولاد کی نیکیوں کا چھوڑ سکتی ہو جسمیں کہ بہت کچھ آپ کا ہی حصہ ہے۔ خوش قسمت ہیں۔ وہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے تازہ پھولوں کی خوشبو سے مستفیض ہوتی۔ اور عمل کرتی ہیں۔

بالآخر دعا کرتی ہوں۔ کہ خداوند کریم ہماری دینی و دنیاوی کمزوریاں رفع فرماوے ہمیں ہمارے نیک ارادوں میں کامیاب کرنے اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرماوے +

والسلام

(امۃ الرحمن احمدی۔ بنت چوہدری اللہ بخش احمدی)

(ٹمورو یوگنڈا افریقہ)

پیارے ابا کی یاد میں

آج صبح چودہ۔ فروری کو میں گیارہ بجے کے قریب اپنے معمولی کاموں سے فارغ ہو کر اخبارات کے مطالعہ کی غرض سے برآمدے میں جہاں دھوپ تھی۔ ایک تپائی کے قریب آرام کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ بھائی جان اس دن گھر پر موجود نہ تھے۔ میں نے صبح سے ہی اپنے اخبار کے علاوہ سکول کی ٹکی ک میں سے بھی تمام اخبار پیپر ابی سے فراہم کر لئے تھے۔ خیال تھا کہ آج ایک نشست میں ان سب کو تھوڑا بہت پڑھ کر چھوڑوں گی۔ اس لئے سب سے پہلے روزانہ خبریں پڑھنے کی غرض سے انقلاب سنڈے ایڈیشن اٹھایا۔ اتفاقاً لیتے ہی پہلے تاریخ پر نظر پڑی جو چودہ فروری کی تھی۔ نظر پڑتے ہی خیال آگیا۔ کہ آہ یہ وہی تاریخ ہے جس میں میرے پیارے والد بزرگوار نے ہم سب کو غمزدہ وحزیں چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔ بس اس خیال کے آتے ہی دل پر سخت چوٹ لگی۔ اس تاریخ کو ان کی وفات کو پورے چار سال ہوتے ہیں۔ نہ معلوم کہ یہ تاریخ میرے لئے کیوں سوہان روح ہوتی ہے۔ جب یہ آتی ہے۔ تو دل کے زخم تازہ کر جاتی ہے۔ اور وہ تمام دن میرا رنج و افسوس میں گذرتا ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان کی یاد پوری طرح تڑپا کر چھوڑتی ہے۔ یہی حالت اس وقت تھی۔ دل میں خیالات کی روانی ایک تیز...... پرندے سے زیادہ تیز اور ایک تیز رو دریا کی روانی سے جلدی چلنے والی ہوتی ہے۔ ایک دم ان کی زندگی کے تمام واقعات آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ انکی وہ بے لوث محبت، ان کی شفقت آمیز باتیں۔ ان کی لامحدود مہربانیاں اور جانثاریوں کے نقشے یکے بعد دیگرے سامنے آنے لگے۔ بڑی دیر ان خیالات میں غلطیاں پیچاں رہی۔ وہی اخبار جو میں نے نہایت شوق اور کوشش سے صبح سے ہی فراہم کئے تھے۔ اب میرے لئے محض فضول تھے۔ کیونکہ میرے شکستہ دل و دماغ کو ایک ذرا سا رنج بھی درہم و برہم کرنے کیلئے کافی ہوتا ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتی تھی۔ کہ میرے خیالات میں کوئی چیز مخل ہو۔ چنانچہ کسی دوسرے وقت پڑھنے کی غرض سے میں نے ہاتھ والا اخبار بھی میز پر رکھ دیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔ آہ ضبط جذبات سے میرا تنفس تیز اور دل دھڑک رہا تھا۔ اور دل میں ایک ہوک سی اٹھتی تھی۔ میں سر کو اٹھا کر سورج کو دیکھتی۔ جو اسوقت نہایت آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ میں خیال کرتی کہ یا اللہ رنج صرف انسان ہی کے لئے رکھا ہے۔ کیوں اسکا اثر اس چمکتے ہوئے نور پر نہیں ہوتا۔ ضرور ہے۔ کہ انسان کے رنج و ملال کا اثر تیرے قانون قدرت پر کچھ اثر ڈالے۔ وہی دن جو مجھے قبل اس کے ایک بارونق دن نظر آتا تھا۔ ایک نہایت بے رونق دن نظر آنے لگا۔ اور ہر ایک چیز پر ایک حسرت چھائی ہوئی نظر آئی۔ کیا سچ مچ دن وہ ایسا ہی تھا۔ نہیں بلکہ یہ میرے دلی رنج کا اثر تھا جسکا عکس میری آنکھوں میں پڑتا تھا۔ اور مجھے وہ دن اور اسکی ہر ایک چیز پر ایک خاص اداسی اور حسرت برستی ہوئی نظر آتی تھی۔ ورنہ دنیا میں کسی کے رنج و غم کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ تو وہ محفل ہے۔ کہ

"ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی"

بے شک کسی کے رنج و غم حزن و ملال سے قانون قدرت پر نہ کوئی اثر ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ بلکہ اسی طرح سورج نکلے گا۔ چاند دمکے گا۔ ستارے چمکیں گے۔ نسیم سحری چلے گی۔ کلیاں چٹکیں گی۔ ایسے ہی پھول کھلیں گے۔ بلبل ترانہ گائے گی پرندے چہچہائینگے۔ ہاں دریا اور اسکی موجوں میں وہی اٹھکیلیاں ہوں گی۔ اور بہار اور اسکے سبزہ زاروں میں بھی وہی لطف اور سرور ہوگا مگر ہاں ایک غمگین اور پژمردہ دل کسی عزیز یا دوست کی دائمی جدائی میں تڑپنے والا دل کسی نظارے سے محظوظ نہیں ہو سکتا۔ اس کی نظر چاندنی اندھیرا۔ پھول نار۔ اور پرندوں کے چہچہے نغمۂ غم ہیں۔ ان میں کوئی لطف نہیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی سرور اور کوئی مسرت نہیں۔ بیشک کسی کے ماں باپ سدا نہیں رہتے۔ مگر ہاں کم عمر اولاد کیلئے جبکہ ان کی ساری مسرتیں۔ اور آرزوئیں۔ والدین سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اور پھر والدین بھی ایسے والدین جنکی زندگی کا انحصار اولاد کی خوشی اور مسرت پر ہو۔ جو اولاد کے ذرا سے غم کو دیکھ کر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دینے پر تیار ہوں۔ ایسے والدین کا سر سے اٹھ جانا ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ جو ہرگز بھول نہیں سکتا۔ اور ایسا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جسکا کوئی بدل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پیارے والد خدا تعالےٰ ان کو اعلیٰ مقامات جنت نصیب کرے۔ ان کی محبت و شفقت میں کیا لکھوں۔ بس اس قدر لکھنا کافی سمجھتی ہوں۔ کہ ہماری والدہ (خدا ان کو غریق رحمت کرے) کے ہمارے بچپن میں ہی انتقال فرما جانے سے اور باوجود دوسری والدہ کے بھی آجانے سے انہوں نے علاوہ محبت پدری کے محبت مادری کا بھی حق ایسا ادا کیا کہ ہمیں کبھی یہ احساس ہی نہیں ہوا . . . کہ ہماری والدہ زندہ ہوتیں، مگر قدرت کی خوبی دیکھئے۔ کہ مہر مادری سے تو ہمیں محروم رکھا ہی تھا۔ محبت پدری سے بھی پوری طرح لطف اندوز نہ ہونے دیا۔ اور اس سے بہت جلد محروم کر کے تمام آرزوؤں کو ملیا میٹ کر دیا۔ بہت سی آرزوئیں ہیں۔ جو رکنے سے نہیں رکتیں۔ بہت سے ایسے ارمان ہیں۔ جو دل کے دل ہی میں رہتے ہیں۔ ان کی وفات سے دل کچھ ایسا کچلا گیا ہے۔ کہ

اب نہیں اس میں ذرا نام و نشان آرزو

اب لاکھ خوشی ہو۔ مگر دل کسی سے مسرت حاصل نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ عید جو دنیا جہان کے لئے پیغام مسرت ہوتی ہے۔ اب میرے لئے اس میں بھی وہ سرور اور لطف نہیں رہا ؎

خوشی میں مجھ کو رلاتی ہے یاد والد کی
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہوں میں
اجاڑ ہو گئے عہد کہن کے میخانے
گذشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں
پیام عیش و مسرت ہمیں سناتا ہے
ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے

راقمہ

ب۔ خ۔ ن بنت شیخ مولا بخش صاحب مرحوم
از گوجرہ ضلع لائلپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح کی توسیع اشاعت ہر پرچے میں

مصباحی بہنوں کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ مصباح کے خریداروں کی تعداد بڑھانی چاہئے۔ تا اسکا خرچ تو کم از کم پورا ہو سکے اگر ہر مصباحی بہن اپنے ذمے یہ واجب کرے کہ وہ ایک نہ ایک پرچہ مصباح کا ضرور کسی اپنی قریبی بہن یا سہیلی کے نام جاری کرا دیگی تو یہ کام بآسانی ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ خواتین جماعت احمدیہ پوری پوری توجہ سے یہ تحریک فرمائیں گی۔ (مینیجر)

چندہ کشمیر کی تحریک اور توفیق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری معزز و محترم بہنو آپ میں سے کتنی ہیں۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا خطبہ جمعہ ۱۸ جنوری کے اخبار الفضل میں درج تھا، پڑھکر حضرت صاحب کی آواز پر لبیک کہا مجھے امید ہے۔ کہ بہت سی بہنوں نے چندہ جمع کرنے کا کام شروع کر دیا ہوگا۔ حضرت صاحب کا خطبہ پڑھتے ہی عاجزہ کے دل میں بھی جوش پیدا ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ کل سے اس کام کو شروع کیا جائے کشمیر کے دردناک حالات پڑھکر کون ایسا سنگدل ہے جسکے دل میں درد نہ پیدا ہوتا ہو۔ آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہوں لیکن صرف آنکھوں سے آنسو بہانے اور ہمدردی کی باتیں بنانے سے کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ جبتک کہ ہم عملی رنگ میں انکی کچھ امداد نہ کر سکیں۔

الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ایک صورت پیدا ہو گئی ہے جس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ وہ یہ کہ ہمیں کشمیر کے مظلوموں کیواسطے چندہ جمع کرنا۔ اور ان کیواسطے دعائیں کرنی چاہئیں۔

سو ہم نے خدا کے فضل سے حضور کا خطبہ جمعہ پڑھتے ہی چندہ جمع کرنا شروع کر دیا ہے۔ جہاں مجھے چندہ جمع کرنے کی تحریک ہوئی وہاں ساتھ ہی اہلیہ صاحبہ خان صاحب محمد اکبر خاں صاحب ہیڈ ورنیکلر کلرک کو بھی یہ تحریک ہوئی چنانچہ وہ اس دن ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ اور اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ میں چونکہ پہلے ہی یہ ارادہ کر چکی تھی۔ اسلیئے بہت خوش ہوئی۔ چنانچہ دوسرے دن ہمنے ملکر یہ کام شروع کر دیا۔ ہم دونوں کیساتھ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد حسین صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ملتان بھی شریک ہیں۔ سب سے پہلے عاجزہ نے اپنا چندہ پیش کیا۔ مفصل فہرست بعد میں درج کر دوں گی۔

محترم بہنو! میں سچ کہتی ہوں۔ کہ جب سے ہم نے یہ کام شروع کیا ہے۔ دل میں ایک خاص خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جسنے ہمیں اس خدمت کو بجا لانیکا موقعہ عطا فرمایا ہے، خوش قسمت ہیں وہ بھائی اور بہنیں۔ جو شب و روز خدمت دین میں مصروف ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی دین کی خدمت کر سکیں، دعا ہے کہ جو کچھ بھی ہم کریں۔ اخلاص سے کریں، لوگوں کے دکھاوے کیواسطے نہ کریں۔ چندہ جمع کرنیکا حال اسلئے مصباح میں شائع نہیں کروا رہی کہ ہمارا نام ہو۔ بلکہ اس خیال سے کہ دوسری بہنوں میں تحریک ہو۔ کیونکہ ایسے کام تحریک سے ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مثال درج کرتی ہوں۔

چندہ جمع کرتے ہوئے ایک پر اخلاص واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ وہ یہ کہ ایک عورت نے مٹی کا پیالہ چندہ میں دیا۔ جسکا ہمارے دل پر بہت اثر ہوا۔

ہم تینوں ملکر ایک گلی میں سے گذر رہی تھیں کہ ایک عورت سر پر ٹوکری اٹھائے ہمارے پاس سے گذری تو اہلیہ صاحبہ خاں صاحب نے دریافت کیا کہ مائی کیا بیچ رہی ہو۔ اس نے کہا۔ کہ مٹی کے پیالے، ہمنے کہا کہ مائی تم بھی کشمیر کے مظلوموں کیواسطے چندہ دو چاہے ایک پیالہ ہی دیدو۔ اس عورت نے بغیر کچھ کہے ایک مٹی کا پیالہ نکال کر دیدیا۔ مٹی کا پیالہ تو کوئی بڑی چیز نہیں مگر جس اخلاص سے اس نے دیا۔ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو جزا دے۔ اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کریں۔ اخلاص سے کریں نہ کہ ریار الناس کیلئے مٹی کا پیالہ والدہ صاحبہ نے کچھ زیادہ قیمت پر خرید لیا۔ اہلیہ صاحبہ خان صاحب۔ اور اہلیہ صاحبہ شیخ صاحب خاص قابل شکریہ ہیں۔ اس کار خیر میں نہایت اخلاص سے حصہ لیتی ہیں۔ شیخ صاحب کی بیوی اپنی ننھی سی بیمار بچی کو کندھے سے لگا کر ہمارے ساتھ شریک کار رہیں۔ اہلیہ صاحبہ جناب ملک مولا بخش صاحب بھی خاص قابل شکریہ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے گھر بیٹھے ہی پونے چھ روپے کی رقم جمع کر کے سیکرٹری صاحبہ کو دی ان کے پاس جو بھی بہن آتی ہے۔ اس سے چندہ وصول کر لیتی ہیں۔ آج بھی اکیلی ہی چندہ لینے کیواسطے گئی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آمین

فی الحال مندرجہ ذیل چندہ جمع ہوا ہے:۔

(عاجزہ) آمنہ بیگم بنت ملک مولا بخش صاحب ایک طلائی چھلا
اہلیہ صاحبہ شیخ محمد حسین صاحب ایک طلائی انگوٹھی
اہلیہ صاحبہ ملک مولا بخش صاحب ایک جوڑا بالی طلائی
اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالعزیز صاحب ایک گاگر پیتل کی۔
اہلیہ صاحبہ خان محمد اکبر خاں صاحب ۔۔ ۱۲/۔ ۳
چندہ معرفت اہلیہ صاحبہ ملک علا بخش صاحب ۱۲/۔ ۵
اور باقی نقد چندہ ۲-۶/-۱۰ کل میزان ۳-۱۲-۱۹
کچھ زیورات نقرئی بھی ہیں۔

بہنیں دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بہت سی رقم جمع کر کے اس خدمت کو بجا لاسکیں

آمنہ بیگم بنت ملک مولا بخش صاحب کلرک آف کورٹ ملتان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کی سچی فدائی

آہ! سات جنوری کا دن جس دن میرے کانوں میں یہ دلخراش خبر پہنچی کہ "تم سے شفقت و محبت رکھنے والی خالہ (محترمہ حاکم بی بی صاحبہ مرحومہ و مغفورہ) پر ملک الموت نے قبضہ کر لیا" یہ آواز تھی جسنے ہم سب پر سکتہ کا عالم طاری کر دیا۔ جسنے سنا دل مسوس کر رہ گیا۔

محترمہ حاکم بی بی صاحبہ کی موت ایسی موت ہے، کہ اس کا جتنا بھی غم کیا جاوے کم ہے۔

میں تو اپنی لجنہ اماء اللہ کی انتہائی بدنصیبی سمجھتی ہوں۔ جس سے ایسی ہمدرد صلح کار مشیر نیک دل ہستی چھن گئی اسکی تلافی سخت دشوار ہے (الا ان یشاء اللہ) مرحومہ کی

دلی تمنا تھی کہ لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ ترقی کے زینہ پر سرعت سے جا کھڑی ہو جسکے لئے وہ امکانی کوشش بھی کرتی رہیں راہوالی سے محض اسلئے کہ اپنی احمدی بہنوں کو اس قابل بنائیں تا وہ حقیقی معنوں میں لجنہ اماء اللہ قائم کر سکیں گوجرانوالہ آتی رہیں اور درس القرآن دینا شروع کیا۔ قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھتیں، اسکا ترجمہ واضح طور پر بیان کرتیں بعض طالبات کو قرآن کریم ترجمہ سے پڑھانا شروع کیا تا وہ دوسروں کیلئے فائدہ مند ثابت ہوں، بارش آندھی سے بالکل نہ گھبراتیں اور استقلال سے وقت پر پہنچتیں "کشتی نوح" کا درس بھی دیتیں آہ شوئی قسمت ابھی وہ چند سبق ہی دینے پائی تھیں کہ موت کے زبردست ہاتھوں نے ایسی مہربان ہستی کو ہم سب سے چھین لیا انا للہ وانا الیہ راجعون

آٹھ نومبر کے جلسہ سیرت ہوئی ہے یہاں (گوجرانوالہ) تشریف لائیں سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ کو ہمراہ لیکر ناچیزہ کے پاس پہنچیں۔ محبت بھری گفتگو سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور آخر انتظام جلسہ کرنیکا وعدہ لیکر گئیں۔ جلسہ کے آغاز میں تلاوت قرآن کریم کا ترجمہ وضاحت سے بیان کیا۔ لہجہ اس قدر مؤثر تھا کہ غیر احمدی بہنیں بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لے گئیں۔ بیمار پہلے ہی تھیں نمونیہ کا حملہ ہوا اور ابدی مکان جا بسایا۔ قادیان سے واپس ہونے لگیں تو اپنے شریک زندگی سے کہا چند دن قادیان رہیں۔ نا میری لاش لانے میں خرچ نہ کرنا پڑے، آپکو ڈر تھا۔ کہیں وفات کے بعد یہاں بہشتی مقبرہ میں پہنچنے میں دیر نہ ہو قادیان ٹھہرنے پر اصرار کر رہی تھیں، جب یہ وعدہ سنا کہ تمہاری جب بھی وفات ہوگی۔ یہاں لاؤں گا۔ تو مطمئن ہوئیں۔ قادیان سے روانگی پر اپنے سونے کے بٹن جو لگائے ہوئے تھے، وصیت کے حساب میں دے آئیں۔ اس خوف سے کہ وفات کے بعد غم نصیب بیٹیاں ماں کی یادگار سمجھکر نہ رکھ لیں جب راہوالی پہنچیں۔ تو بیماری نے طول کھینچا گھر میں کاتنے کی روئی تھی، بیٹی اس کی پونی بنانے لگی تو روک دیا "یونہی رہنے دو میرے صندوق کیلئے ضرورت ہوگی پھر منگوانی پڑیگی رہنے دو" یعنی آپکو یقین تھا کہ اب مولا سے ملنے کا وقت قریب ہے۔ آخر وقت تک ہوش حواس ٹھیک تھے، بیٹا راولپنڈی سے آتا ہے، اسکو سرہانے دیکھکر کمال حوصلہ سے فرماتی ہیں کیوں بلا لیا اسکو۔ بچے کی پڑھائی میں حرج ہوگا، اللہ! اللہ آخر وقت میں بھی اولاد کی تعلیم مدنظر تھی آخر وہ وقت آن پہنچا جسکی آپ منتظر تھیں ۱۳ جنوری کو آپکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی جس وقت جنازہ گھر سے نکلا محلہ کی ہندو عورتیں ٹوٹ پڑیں۔ "ہمیں منہ دیکھ لینے دو"۔ مرحومہ انکو اپنا جان سے عزیز قرآن حکیم سنایا کرتیں۔ اور فرض تبلیغ کو بخوبی نباہتیں۔

کہاں تک گنواؤں انکی خوبیاں بیشمار ہیں، مجھے اور میرے خاندان کو بہت صدمہ ہے، مرحومہ ہمہ صفت موصوف تھیں، انکی بیوقت موت نے دلکو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ اعتکاف میں بیٹھیں۔

محترمہ خالہ صاحبہ اگو آپ مر گئیں مگر آپکی خوبیاں ہمارے دلوں پر نقش ہیں آپکی محبت کیلئے ہمارے دلوں میں کافی جگہ ہے، گو آپ نظروں سے اوجھل ہیں۔ مگر دل آپکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اد جھل نہیں کرسکتا آپکی یاد ہمارے دلوں میں تازہ رہیگی -

۵ تمہیں کہتا ہے مردہ کون تم زندہ کی زندہ ہو
تمہاری نیکیاں زندہ تمہاری خوبیاں باقی

مجھے اپنی پیاری بہنوں محترمہ امۃ الرحمٰن و نعیم الرحمٰن صاحبہ سے دلی ہمدردی ہے، اللہ رحیم اپنے حبیبؐ پاک کی طفیل آپکو صبر جمیل عطا کرے بیشک یہ صدمہ شدید ہے - اور ماں جیسی شفیق ہستی ملنی ناممکن ہے پھر بھی پیاری بہن آپ صبر سے کام لیں یہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے، اسکو بقا نہیں - ہر جاندار نے موت سے دوچار ہونا ہے، کل نفس ذائقۃ الموت یہ جدائی عارضی ہے، ہر ایک نفس اس راہ پر جانا ہے، بیشک آپکو یہ صدمہ شدید ترین صدمہ پہنچا ہے، مگر مجھے امید واثق ہے کہ آپ صبر سے کام لینگی کیونکہ آپ اس ہستی کی تربیت یافتہ ہیں جو نہایت صابرہ و شاکرہ تھیں یقیناً آپ پر اپنے تاثرات چھوڑ گئیں ہونگی، اللہ تعالیٰ آپکو توفیق صبر دے آمین - اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے، مجھے اور میرے خاندان کو آپ سے دلی ہمدردی ہے +

(شریک غم سلیمہ خاتون بنت شیخ مشتاق حسین صاحب گوجرانوالہ)

اڑیسہ کی ایک مخلص احمدی خاتون کی وفات

ناظرین و ناظرات مصباح اس خبر کو سنکر نہایت ہی افسوس کرینگے کہ میری اہلیہ سیدہ محسنہ خاتون بنت حضرت مولانا مولوی سید عبدالرحیم صاحب مونگھیری کٹکی، ایک قلیل عرصہ بیمار رہکر گذشتہ ۱۳ فروری ۱۹۳۲ء کو قریباً ۲۲ سال کی عمر میں اپنے حقیقی مولا سے جا ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ اس پاک وجود کے اولاد میں سے تھی جسکے ذریعہ قریباً ۱۸۹۶ء میں احمدیت کا بیج اڑیسہ میں بویا گیا اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیت کے پودے جابجا اڑیسہ میں لگے ہوئے ہیں۔

مرحومہ چھوٹی ہی عمر میں اپنے والد بزرگوار کی شفقت سے محروم ہوگئی تھی بچپن سے اسکو دینی جوش اور تعلیم حاصل کرنیکا شوق تھا اپنے لائق بھائیوں اور والدہ ماجدہ کی مدد سے گھر ہی میں تعلیم حاصل کی اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت سے خوب واقفیت پیدا کرلی۔

احمدیت کیلئے مرحومہ کے دلمیں ایک خاص جوش تھا، باوجود امور خانہ داری کے بوجھ اٹھانیکے احمدیت کی تبلیغ میں سرشار رہا کرتی تھی تبلیغ کا کوئی موقعہ کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتی عموماً اپنی غیر احمدی سہیلیوں اور دیگر مستورات میں موقعہ پاکر تبلیغ کرلیتی بلکہ عورتوں کے ذریعہ ان کے گھر والوں کے مردوں کو بھی تبلیغ اور نصیحت کرنے میں دریغ نہیں کرتی تھی۔ ہمارے گاؤں میں سوائے ہمارے گھر کے سب غیر احمدی ہیں اور جو قریباً سب ہی مذہبی امور سے ناواقف اور بے خبر ہیں، انکے بچوں کو اپنے ہاں بلاکر دینی تعلیم دینا اور تربیت کرنا مرحومہ اپنا فرض سمجھتی تھی چنانچہ روزانہ صبح اور شام غیر احمدی ہمسایوں کے چھوٹے چھوٹے بچے تعلیم حاصل کرنیکے لئے آجاتے جنہیں باوجود مصروفیتوں کے نہایت محبت سے پڑھاتی۔ اسی وجہ سے اپنے محلہ کے غیر احمدیوں میں اسنے اپنے اخلاق اور محبت سے اچھا اثر پیدا کرلیا تھا۔ بالآخر اسنے احمدیت کا ایک اعلیٰ نمونہ اپنے گاؤں میں قائم کرلیا۔ ان تمام باتوں کے علاوہ وفاداری، فرمانبرداری، صبر، جفاکشی وغیرہ وغیرہ اوصاف جو ایک اعلیٰ درجہ کی بیوی میں ہونی چاہیئے اسمیں تمام موجود تھے، قریباً پانچ سال ہوئے مجھ سے شادی کی تھی اس عرصہ میں کبھی مجھے کوئی شکایت کا موقعہ نہیں دیا کبھی کسی کیساتھ سختی سے پیش آنا ہی نہیں دیکھا، نہایت نیک بخت اور پارسا تھی۔ میرے والدین اور چھوٹے بھائیوں کو بہت ہی آرام سے رکھتی تھی، اور سبکو نہایت محبت کی نظر سے دیکھا کرتی تھی مجھے ہمیشہ دینی اور دنیوی امور کے متعلق نصیحت کیا کرتی، اور نیک مشورہ دیا کرتی، ہمیشہ مجھے کہا کرتی کہ اپنے والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت کرو۔ اور انکی فرمائشوں کو پورا کرو۔ مرحومہ اخبار مصباح کے اولین خریداروں میں سے تھی، اخبار کی اشاعت کی بھی ہمیشہ کوشش کیا کرتی تھی سلسلہ کے اخبارات اور کتب کا باقاعدہ مطالعہ کیا کرتی اور پڑھکر دوسروں کو بھی سناتی تھی۔ احباب اور مصباحی بہنیں مرحومہ کی مغفرت کیلئے دردِ دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے بلند ترین مقام میں جگہ نصیب کرے۔ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے + اللھم آمین۔ یا رب العالمین۔ ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰

اخبار مصباح ۔ قادیان ۔ دارالامان ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

میز پوش کے کونے کا پھول

پتیاں سبز ۔ پھول کاسنی ۔ گلابی کاڑھیں ۔ تیتلی حسب پسند نکالیں ۔ خوبصورت رہے گا ۔

مرسلہ
ناصرہ بیگم رابعہ
بنت مولوی سید سرور شاہ صاحب
پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah